

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

مولانا مفتی محمود اور مولانا سمیع الحق کے ہری پور جیل میں مصروفیات عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۷ء تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ہری پور جیل میں جناب شفیق الدین فاروقی کی ڈائری

قسط (۳۰)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آئندہ نوسال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جا بجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیر شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس ننھڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

دوران اسارت کا ایک اہم ترین واقعہ جنرل ٹکا خان وزیر دفاع اور وزیر اعظم بھٹو کی تجویز پر راولپنڈی منتقلی: دوران اسارت ایک اہم واقعہ مولانا سمیع الحق صاحب، حاجی فقیر محمد خان صاحب (ایم این اے) کا سابقہ جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع پاکستان کے کہنے پر راولپنڈی جانے کا پیش آیا۔ ۲۴ گھنٹے کا یہ سفر شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں ان حضرات کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے سی ایم ایچ ہسپتال راولپنڈی میں ملانے کے سلسلہ میں تھا دلچسپ سفر کی تفصیل یہ ہے..... شاہراہ قراقرم جو شاہراہ ریشم بھی کہلاتا ہے، ریشم کی طرح باریک اور سخت دشوار گزار گھاٹیوں اور سربفلک پہاڑوں کے لحاظ سے پاکستان کا گویا پل صراط کہلا سکتا ہے، یہ راستہ سوات اور ہزارہ

کے کوہستانی علاقوں سے گزر کر پاکستان کو چین سے ملاتا ہے، ایوب خان مرحوم کے زمانہ میں پاکستان اور چین کے باہمی معاہدے کے بعد اسکی تعمیر شروع ہوئی اور چین نے بھی اس کی تعمیر میں اپنے سخت جان چینی کاریگروں اور انجینئروں کو لگایا۔

شاہراہ ریشم کی نازک جغرافیائی حیثیت اور تحریک میں اسکی احتجاجاً بندش: یہ سڑک ایسے بلند و بالا پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہے کہ جہاز بھی اسے بے خطر ہو کر عبور نہیں کر سکتے، پہلی کا پڑ بھی ان پہاڑوں کے دڑوں سے گزرتا ہے تو اس کی پرواز بعض سڑکوں سے بہت نیچی ہوتی ہے اور اوپر سے پتھر مار کر بھی اسے گرایا جاسکتا ہے، اگر کوئی گاڑی ذرا سی سڑک سے سرک کر نیچے گر جائے تو کئی کئی ہزار فٹ کی مہیب گھاٹیوں میں اسکے پرزے تک بھی نہ ل سکیں۔

چین کی اہم بین الاقوامی حیثیت اور پاکستان اور چین کے درمیان اسی راستہ کی شہ رگ کی طرح اہمیت نے اس شاہراہ کو دنیا میں نازک جغرافیائی حیثیت دیدی ہے، قومی اتحاد کی اسلامی تحریک شہروں اور دیہاتوں سے گزر کر جب دور افتادہ سرحدی علاقوں اور ان سربفلک پہاڑوں تک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی جو پاکستان کی سرحدات کے لیے سدِ سکندری کا کام دے رہے ہیں، تو اس شاہراہ کے متعلق جیل میں بھی افواہیں پہنچنے لگیں کہ اس شاہراہ کے غیور اور مومن کوہستانی باشندوں نے راستہ کو کئی مقامات سے کاٹ دیا ہے، یہ خبریں ہمیں اس علاقہ کے اسیر رہنماؤں کے متعلقین کے ذریعہ پہنچیں، کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے راستہ کھولنے سے اسوقت تک انکار کیا ہے، جب تک کہ موجودہ حکومت مستعفی ہو کر قومی اتحاد کے زعماء بالخصوص اسکے بزرگ اور عالم قائد مولانا مفتی محمود اور ان کے رفقاء کو اسلامی نظام کا عملی موقع نہ دے۔

گورنر سرحد نصیر اللہ بابر کی جیل میں آمد، حاجی فقیر محمد خان سے ملاقات:

اس کے بعد ایک دن گورنر صوبہ سرحد جناب نصیر اللہ خان بابر ہری پور آئے، اور جیل سے باہر ریٹ ہاؤس ہمارے بزرگ اسیر ساتھی کوہستانی علاقہ کے منتخب رکن قومی اسمبلی حاجی فقیر محمد خان صاحب بگلگرام (ہزارہ) سے ملاقات کی اور اس شاہراہ کے کھولنے کے سلسلہ میں ان سے مدد چاہی۔ مگر حاجی فقیر محمد خان صاحب نے ایسے کسی تعاون سے معذرت ظاہر کی، حاجی فقیر محمد خان صاحب نہایت سلجھے ہوئے پڑھے لکھے انسان ہیں، دارالعلوم دیوبند میں بھی پڑھ چکے ہیں اور اس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے بھی کئی کتابیں پڑھی ہیں، موجودہ

انتخابات میں وہ جمعیت العلماء اسلام کے ٹکٹ پر اسی کو ہستانی علاقہ سے مولانا عبدالباقی وغیرہ کے مقابلہ میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، جیل کے اسیروں کیلئے مسائل اور انتظامی امور میں بھی آپ بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں اور اسیران جمعیت اکثر مشکلات میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔ جیل میں قائد محترم مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کے آرام و راحت اور ان کے کھانے کا نظم و نسق بھی عموماً ان کے ذمہ تھا، اور مولانا سمیع الحق صاحب بھی اکثر اسی احاطہ نمبر ۹ میں ہوتے تھے، آپ نے انہیں جیل کے اس احاطہ کے سپرنٹنڈنٹ کا خطاب دیا تھا۔

شیخ الحدیث ایکسیڈنٹ اور سی ایم ایچ راولپنڈی میں علاج کی خبریں:

الغرض ادھر شاہراہ قراقرم کے بند ہو جانے اور اس کے دور رس اثرات پر جیل میں اڑتی خبریں آ رہی تھیں کہ اسی اثنا میں ایک دن ملاقاتیوں میں سے راولپنڈی سے آئے ہوئے کسی شخص نے مولانا سمیع الحق صاحب کو بتایا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا راولپنڈی میں ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور آپ سی ایم ایچ کے وی آئی پی روم نمبر ۲ میں زیر علاج ہیں، دراصل ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں اسی ہسپتال میں داخل ہو رہے ہیں۔

بہت عرصے سے ان کی آنکھوں کو شوگر کی بیماری نے متاثر کیا تھا، کئی سال پہلے پشاور میں آنکھوں کے ماہر معالج جناب ڈاکٹر محمد نواز صاحب نے ان کی دائیں آنکھ کا آپریشن بھی کیا مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہو سکا، اب بائیں آنکھ بھی موتیا اور پردوں کی زد میں تھی۔ پاکستان کے مشہور معالج چشم جناب بریگیڈیر احمد رضا پیرزادہ صاحب بھی ایک مدت سے آپ کی آنکھوں کا معائنہ کرتے رہے ہیں۔ ان کا تعلق حضرت مولانا گنگوہیؒ کے خاندان سے ہے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کیساتھ ایک نہایت عقیدتمند مرید کی طرح تعلق رکھتے ہیں اور خود بھی نہایت انہماک سے معائنہ کرتے ہیں، ان کی خواہش الیکشن سے قبل تھی کہ دائیں آنکھ جس کا آپریشن پہلے ہو چکا تھا کا دوبارہ آپریشن کیا جائے، اور جس میں معمولی سی روشنی باقی رہنے کی امید پر بریگیڈیر صاحب دوبارہ آپریشن کرنا چاہتے تھے..... ان دنوں یہ طے ہوا کہ آپ ہسپتال میں آپریشن کروائیں، اتنا ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ ۲۵ اپریل بروز پیر سی ایم ایچ راولپنڈی کے آفیسر وارڈ میں داخل ہو چکے ہیں مگر ایکسیڈنٹ کی بات ہم سے چھپائی گئی تھی، تاکہ جیل میں پریشانی نہ ہو مگر کسی شخص نے اتفاقاً مولانا سمیع الحق کو بتلادیا اور یہ بھی کہا کہ گاڑی آپ کے بھائی مولانا انوار الحق چلا رہے تھے۔ اور دوسرے بھائی پروفیسر محمود

الحق حقانی بھی ساتھ تھے جنہیں معمولی چوٹیں آئی ہیں۔ ایسی تشویشناک اطلاع سے اور پھر جبکہ جیل کی سلاخوں میں مجبور اور بے بس ہوں مولانا سمیع الحق صاحب کی پریشانی لازمی تھی انہوں نے آکر چپکے سے مجھ سے اس کا ذکر کیا، اور پھر انہوں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے عصر کے بعد سی ایم ایچ راولپنڈی فون کروانے کا کہا ہے اور انہوں نے بخوشی اجازت دی ہے یہ وقت عجیب نگہ کش میں گزرا، عصر کی نماز کے بعد حسب معمول مولانا سمیع الحق صاحب نے احاطہ اے ڈی سی کی وسیع گروانڈ میں درس حدیث دیا۔ درس سے فراغت کے بعد آپ نے حاجی فقیر محمد خان صاحب جو درس میں موجود تھے ایکسڈنٹ کی بات بتلا دی وہ بھی فون کرنے کے لیے ساتھ گئے۔

جنرل ٹکا خان وزیر دفاع اور جنرل بابر ہی کے ذریعہ شیخ الحدیث سے پنڈی میں جا کر ملنے کا فوری اور خدائی انتظام:

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب دفتر میں موجود تھے انہوں نے سی ایم ایچ راولپنڈی کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں ٹیلیفون انکوائری سے بات کرنے کے لیے ریسور اٹھایا، پھر آپ کچھ دیر کسی سے بات کرتے رہے، فارغ ہونے کے بعد حیرت سے فقیر محمد خان صاحب اور مولانا سمیع الحق سے کہا کہ عجیب قسمت ہے آپ کی، مجھ سے سپرنٹنڈنٹ جیل بات کر رہے تھے کہ سابق جنرل ٹکا خان کا فون آیا ہے کہ آپ لوگوں کو راولپنڈی سی ایم ایچ میں مولانا عبدالحق صاحب کے پاس فوراً پہنچا دیا جائے، اسے مولانا مدظلہ کی کرامت اور اللہ کے فضل کے سوا کیا کہا جائے کہ جہاں جیل سے باہر فون پر بات کرنا بھی مشکل تھا، وہاں اب ان حضرات کو مولانا صاحب مدظلہ کے پاس بہت جلد پہنچنے کی صورت بھی نکل آئی، حضرات فوراً معاملہ سمجھ گئے، کہ شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں مولانا مدظلہ کے پاس جانے کیلئے کہا گیا ہوگا۔ اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے دفتر میں تشریف لائے، شام کا وقت قریب تھا، مولانا سمیع الحق کا تعلق پشاور سے تھا اور وہاں کے حکام سے اجازت لینا ضروری تھا، سپرنٹنڈنٹ جیل نے جنرل ٹکا خان سے بات کی انہوں نے گورنر سرحد سے بات کی اور گورنر سرحد نے کہا کہ میں نے ڈی سی پشاور سے کہا ہے کہ وہ ابھی احکامات جاری کر دے کہ انہیں جلد از جلد جیل سے راولپنڈی لے جانے کیلئے کاغذات تیار ہو سکیں۔ جنرل ٹکا خان صاحب کے حکم پر سپرنٹنڈنٹ جیل براہ راست متعلقہ حکام سے پوچھے بغیر یہ کارروائی نہیں کر سکتے تھے، اور حاجی فقیر محمد خان صاحب بھی مولانا سمیع الحق صاحب کے بغیر اس سفر سے انکار کر رہے تھے۔ یہ قدرت کا عظیم

انتظام تھا کہ ابھی پانچ بجے کی خبروں میں تھا کہ سابق جنرل ٹکا خان صاحب نے سینیٹ کا ممبر منتخب ہو جانے کے بعد ملک کے وزیر دفاع کا عہدہ سنبھال لیا ہے، جنرل صاحب کے حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلا فوجی معرکہ شاہراہ قراقرم کا تھا جسے آپ کسی طرح حل کرنا چاہتے تھے اور اس کے پہلے ہی مشاغل اور احکامات مولانا سمیع الحق کے ان کے والد بزرگوار مدظلہ سے ملاقات کا ذریعہ بن گئے، ورنہ فطری طور پر کیا کیا پریشانیاں اور وسوسے ہوتے کہ مولانا مدظلہ کی صحت کیسی ہے؟ اور ایکسڈنٹ کی کیا نوعیت ہے؟ الغرض شام کے بعد نو بجے رات جیل کے حکام نے ان دونوں کو راولپنڈی جانے کیلئے رخصت کیا، دونوں حضرات رات کے ساڑھے دس بجے راولپنڈی کے سی ایم ایچ گئے، بعض فوجی حکام کمرے کے نیچے ہی منتظر تھے اور دونوں کو شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرہ میں لے گئے، اس سے قبل شاہراہ قراقرم کے ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ جو کافی دیر سے شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرے میں موجود تھے۔ اور ان لوگوں کے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے، نے شیخ الحدیثؒ کو بتا دیا کہ حضرت اگر آپ برا نہ مانیں تو ہم بتلا دیں کہ آپکے صاحبزادہ صاحب بھی ہریپور جیل سے آ رہے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو خوشی ہوگی۔ بہر حال ان دونوں کے پہنچنے کے بعد فوجی حکام کمرہ سے باہر چلے گئے۔

آدھی رات کو شیخ الحدیث کے پاس پہنچ گئے، ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ وغیرہ کا انتظار: اور حضرت شیخ الحدیث نے انہیں بتایا کہ پرسوں صبح صوبہ سرحد کے گورنر جناب نصیر اللہ خان بابر میرے پاس آئے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں کوہستان سے اطلاعات ملی ہیں کہ شاہراہ قراقرم کی بندش مولانا عبدالحق کے فتویٰ یا مشورے سے؟:

شاہراہ قراقرم کو آپ کے کسی فتویٰ یا مشورہ پر عمل کرتے ہوئے بند کیا گیا ہے اور یہ کہ جب تک مولانا عبدالحق صاحب کی کوئی تحریری ہدایت ہمیں نہ ملے ان رکاوٹوں کو ہرگز ہٹانے کے لیے تیار نہیں..... مولانا مدظلہ نے ان سے کہا کہ اگر میری کوئی ایسی تحریر آپ کے پاس موجود ہے تو اسے لا کر دکھا دیجئے ویسے میں کیسے کوئی ہدایات جاری کر سکتا ہوں، بہر حال دو ڈھائی گھنٹہ کے بعد شیخ الحدیث مدظلہ نے گورنر صاحب کو مشورہ دیا کہ میں اس سلسلہ میں کسی تعاون سے معذور ہوں، مسئلہ قومی اتحاد اور قومی سطح کا ہے آپ اس علاقہ کے جمیعۃ العلماء اسلام کے ایم این اے حاجی فقیر محمد خان کے مشورہ سے کوئی قدم اٹھائیں اس کے بعد گورنر صاحب مولانا مدظلہ کے مشورہ پر راولپنڈی سے

سیدھے ہری پور جیل آئے اور حاجی صاحب سے ملاقات کی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ گورنر صاحب نے مولانا مدظلہ کو ذاتی تعلقات اپنی عقیدت وغیرہ سب کچھ پیش کیا مگر حضرت نے فرمایا کہ یہ ملک کی ہمہ گیر تحریک ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ہے، میں کسی بھی تحریک یا کسی ایسے کاغذ پر دستخط کرنے سے معذور ہوں۔ حضرت مدظلہ نے ان حضرات کو بتلادیا کہ گورنر صاحب کے جانے کے بعد فوج سے وابستہ حضرات میرے پاس آتے رہے اور مجبور کرتے رہے کہ میں خود آپ حضرات سے بات کروں۔ اس سلسلہ میں آپ کو لایا گیا ہے اور اب آپ اپنی صوابدید پر ان سے بات کریں اور اجازت مل سکے تو سہالہ جیل میں مفتی صاحب مدظلہ سے جا کر بات کریں۔

جرنیلوں کی شاہراہ کے بارہ میں پریشانیاں:

وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس موجود جنرل بار بار شاہراہ کے صورتحال کے بارہ میں اپنی پریشانیاں ظاہر کرتے رہے۔ اور اس سلسلہ میں اس علاقہ سے آئی ہوئی تحریری اطلاعات بھی بتلاتے رہے، جس پر مولانا مدظلہ کے کہنے پر شاہراہ بند کر دینے کا ذکر تھا، جنرل صاحب موصوف نے ایک تازہ اطلاع کے حوالہ سے بتایا کہ کوہستانی لوگوں نے ایک چینی بلڈوزر کو جلا دیا ہے تو جب شیخ الحدیث نے ان سے کہا کہ الحمد للہ کہ جانی نقصان تو نہیں ہوا، بلڈوزر اور گاڑیاں تو ہر روز بے حساب سڑکوں پر جل رہی ہیں اسکے جواب میں جنرل صاحب نے بھارت چین جنگ کا ذکر کیا اور کہا چین نے بھارت کی سرحد پر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کا مطالبہ کیا تھا۔ قائد تحریک مفتی محمود کے اجازت کے بغیر تعاون سے انکار، فوجی میس میں منتقلی:

الغرض گھنٹہ ڈیڑھ یہ دونوں حضرات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ بیٹھے رہے پھر ان سے رخصت لی، باہر منتظر ایک فوجی نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا کوہستانی علاقہ میں جانے کا پروگرام ہے؟ پٹن لے جانے کے لیے ہیلی کاپٹر تیار کھڑا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اپنے اختیار سے کب ایسا کر سکتے ہیں؟ پھر وہ آفیسر دونوں حضرات کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر انجنیرنگ فوجی میس راولپنڈی صدر لے گئے جہاں ان کے ٹھہرانے کا خاطر خواہ انتظام تھا اور وہاں ہر طرح کی خاطر مدارت ہوتی رہی ہری پور کی پولیس گارڈ حراست کرتی رہی۔

۲۸ اپریل صبح ناشتہ کے بعد ۸ بجے ایک فوجی افسران کے پاس آیا اور حاجی فقیر محمد خان اور مولانا سمیع الحق کو یہ کہہ کر ساتھ لے گئے کہ آپ ہمارے بالائی افسران سے بات کریں گے۔

وزیر دفاع جنرل ٹکا خان، جنرل صفدر بٹ، جنرل شفقات سید کی عدالت میں کھری کھری دو ٹوک باتیں:

مولانا سمیع الحق صاحب نے بتایا کہ وہ آفیسر ہمیں گاڑی میں بٹھا کر سابق جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع و سلامتی امور کے مکان پر لے گیا جو غالباً صدر کی ہار لے سٹریٹ میں تھا، یا اس کے آس پاس جنرل ٹکا خان اپنے دفتر میں موجود تھے اور اس دن وزارت سنبھالنے کے بعد ان کا پہلا دن تھا، ان کے پاس میجر جنرل صفدر بٹ بھی موجود تھے یہ لوگ بڑے تپاک سے ملے، چند لمحے بعد میجر جنرل شفقات سید بھی آگئے، علیک سلک کے بعد جنرل ٹکا خان نے شیخ الحدیث مدظلہ کے ایکسڈنٹ اور علالت کا ذکر کیا، ان کی مزاج پر سی کی اور خود سارے حالات بتا کر کہا کہ میں پوری طرح مولانا کی خبر گیری کر رہا ہوں اور انشاء اللہ ان کی صحت اچھی ہو جائے گی۔ پھر متعلقہ موضوع شاہراہ قراقرم پر بات شروع ہوئی اور کہا کہ آپ لوگ بیشک اپنی تحریک چلائیں اور جو بھی کریں مگر ہم سڑکوں کی بندش کی اجازت نہیں دے سکتے، باتوں باتوں میں گویا جتلانے کے انداز میں کہا کہ ہم لوگوں نے کوہستان کے لوگوں کیلئے سڑکیں بنائیں، ان میں لنگر تقسیم کئے، اور اب وہ لوگ یہ صلہ دے رہے ہیں، مولانا سمیع الحق اور حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جو ایک غیور مرد کو ہستانی ہیں نے فوراً کہا کہ آپ لوگوں نے لنگر تقسیم کئے یا کروڑوں روپیہ ان لوگوں کے نام پر ہضم کیا، ٹکا خان صاحب جھجھلا اٹھے اور خمگین انداز میں کہا کہ کس نے ہضم کیا؟ جواب میں کہا گیا کہ عربوں سے زلزلہ زدگان کے نام پر کروڑوں روپیہ آیا اور ان لوگوں میں ایک ایک سیرگڑ اور چند روٹیاں بانٹی گئیں، باقی حکومت نے اور بھٹو نے ہضم کیا؟ جنرل صاحب نے اس موقع پر بھی بھٹو صاحب کی صفائی کرنا ضروری سمجھا اور کہا کہ بھٹو نہیں نیچے کے لوگوں نے کیا ہوگا، ابتداء ہی سے گفتگو کے انداز میں تلقینی اور ان حضرات کی طرف سے جارحانہ اور جرأت مندانه جوابات دیکھ کر کچھ دیر تک جنرل صاحب کے تیور چڑھے رہے، مگر بہت جلد انہوں نے اپنا انداز بدل دیا اور نرمی سے بات چیت شروع کی اور کہا کہ ہم لوگوں کا کام تو سڑکیں بنانا ہے آپ لوگوں کی حکومت آئے تب بھی ان ضرورتوں کو پورا کریں گے مگر اس وقت تو نازک معاملہ ہے۔

سات سات ہزار چینی اور پاکستانی فوج نرغے میں:

ان تینوں آفیسروں نے گفتگو میں بتلایا کہ وہاں کی صورتحال نازک ہے، سات ہزار پاکستانی فوجی اور سات ہزار چینی کاربگر اس وقت گھرے ہوئے ہیں ان کے رسد کا مسئلہ ہے جو بہت کم رہ گیا

ہے، اس سے بڑھ کر ان حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ خود آپ کے عوام جو بالائی علاقوں مثلاً گلگت وغیرہ میں رہتے ہیں اور جو کئی لاکھ ہیں سامانِ رسد منقطع ہو جانے کی وجہ سے مشکلات میں ہیں اس وقت کئی سوٹرک مال سے لدے ہوئے رکے ہوئے ہیں، شاہراہ پانچ چھ جگہ سے کاٹ دی گئی ہے، اپنے آدمیوں کو تو ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعہ رسدِ خوراک پہنچا دیں گے لیکن تمہارے عوام کا کیا ہوگا؟ ہوائی جہاز سے سامان پہنچانا بہت مہنگا ہے، ایک ٹرک کے سامان کے لیے ایک جہاز درکار ہے ان لوگوں کی تکلیف بڑھ رہی ہے جواب میں کہا گیا کہ جب ان لوگوں نے ایسا کیا ہے تو وہ قربانیاں دینے کے لیے تیار ہوں گے اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے سہیں گے۔ پورے ملک کے لوگ قربانیاں دے رہے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے علم میں تو قومی اتحاد کی مرکزی قیادت نے سڑکوں کو بلاک کرنے کی اپیل نہیں کی مگر اب چونکہ ایک علاقہ کے عوام ایسا کر چکے ہیں تو ہم اس سلسلہ میں تعاون سے معذور ہیں۔

مولانا عبدالحق کے شاگردوں کی بڑی تعداد نے فتویٰ پر عمل کر لیا:

مگر جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ ہمیں ثقہ اطلاعات ملی ہیں کہ اس علاقہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا اثر زیادہ ہے، عوام علماء کے زیر اثر ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب نے ایسا کوئی فتویٰ دیا ہے اور اس علاقہ میں مولانا صاحب کے موجود شاگردوں کی بڑی تعداد نے ایسے فتویٰ پر عملدرآمد کر لیا، انہوں نے بار بار یہ بھی کہا کہ مولانا صاحب کا ایکسڈنٹ نہ ہوا ہوتا تو ہم انہیں مجبور بھی کر لیتے اب کیا کیا جائے، اب آپ لوگ وہاں جا کر انہیں کہہ دیں کہ مولانا نے بھیجا ہے۔ گورنر سرحد جنرل نصیر اللہ باہر سے رابطے:

ٹکا صاحب نے کہا کہ میں نے گورنر سرحد کو بھی ذاتی دوست کی حیثیت سے مولانا عبدالحق صاحب کے پاس بھیجا تھا نہ کہ سرکاری اور گورنر کی حیثیت سے بلکہ اس لیے کہ گورنر صاحب مولانا کے حلقہ انتخاب کے باشندے ہیں اور مولانا صاحب سے اچھا تعلق رکھتے ہیں، مگر جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس مقصد کے لیے جیل سے بلایا ہی نہیں گیا، بلکہ یہ کہا گیا کہ آپ لوگ مولانا سے ہسپتال میں مل لیں، ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ نہیں سرحد کے گورنر سے رواجی کے وقت بتلا دیا تھا، پھر ریٹائرڈ جنرل نے گورنر سے پشاور فون ملایا اور انہیں کہا کہ آپ خود بات کریں، گورنر صاحب نے فون پر حاجی فقیر محمد خان صاحب سے کافی دیر تک بات کی اور لے دے ہوتی رہی انہوں نے پشتون والی اور اسلام کے واسطے پیش کئے، حاجی صاحب نے جواب میں کہا کہ

اسلام کی بات مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، اگر آپ اس سلسلہ میں ہمیں مجبور کرتے ہیں تو ہمیں سہالہ کمپ جیل میں مفتی محمود صاحب سے ملائیں، ہم ان کے سامنے ساری صورتحال رکھ دیں گے وہ قومی اتحاد کے سربراہ ہیں اور ہم موجودہ حکومت کے نہیں بلکہ ان کے پابند ہیں وہ اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ سے تعاون کر سکیں گے۔ فون پر گفتگو ہوئی تو جنرل صاحب نے گورنر سے بات کی اور کہا کہ یہ لوگ بار بار یہی کہتے ہیں کہ ہم مفتی صاحب سے مل کر کوئی جواب دے سکتے ہیں، مگر مفتی صاحب سے ملاقات کی اجازت تو ہمارے بس میں نہیں اس کے لیے تو اوپر سے اجازت لینا ہوگی۔

جنرل ٹکا خان کا دھمکی آمیز انداز:

باتوں باتوں میں ریٹائرڈ جنرل صاحب نے اپنے ماضی کی روایات کا انداز لے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں یہ بھی کہا کہ ہم جو بیس گھنٹوں میں سڑک کھول سکتے ہیں، دیر میں ہم نے فساد رفع کیا یہ کیا وہ کیا، مگر جواب میں ان سے کہا گیا کہ آپ تو قوت اور طاقت والے ہیں، ایک گھنٹہ میں بھی کھول لیں مگر ہم کیا کر سکتے ہیں؟ دبی زبان میں بگلہ دیش اور اس کے انجام و نتائج کی طرف بھی اشارے ہوئے، گفتگو کے دوران فوج کے ان سرکردہ حضرات سے ایک بار یہ بھی کہا گیا کہ آپ لوگ کیوں ہمیں مجبور کرتے ہیں، اسی علاقہ کے مولوی عبدالحکیم اور مولوی عبدالباقی جو پی پی پی سے وابستہ ہیں کو کیوں نہیں بھیجتے، وہاں سے پی پی پی کے دو صوبائی امیدوار بھی منتخب قرار دئے گئے ہیں، ان سے کیوں نہیں کھلواتے؟ اس کے جواب میں بے اختیار ٹکا خان صاحب کے منہ سے نکلا کہ جی ہاں مگر وہ تو بگس ممبر ہیں عوام نے تو آپ لوگوں کو منتخب کیا ہے وہ تو بے یو آئی کے لوگوں کو مانتے ہیں اس پر دونوں طرف سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا، ایک دفعہ حاجی فقیر محمد خان نے الزامی طور پر کہا کہ ہماری حیثیت کیا ہے، عوام نے مجھے منتخب کیا، میں ایم این اے ہوں مگر سی کلاس میں پڑا ہوا ہوں اور یہ معمولی چپل پہنے ہوئے جیل سے لایا گیا ہوں۔

تحریک نظام مصطفیٰ کی وسعت کی طرف توجہ دلائی:

مولانا سمیع الحق صاحب نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ ٹکا خان صاحب! شاید آپ لوگوں سے صورتحال کی نزاکت اور اہمیت مخفی رکھی گئی ہے، اس وقت پورے ملک کے ہر طبقے کا خلاصہ علماء، و مشائخ و کلاء، طلباء، مزدور لیڈر سیاستدان غرض پڑھ لکھے طبقے کا نچوڑ جیلوں میں پابند سلاسل ہے اور سی کلاسوں میں سٹہ رہا ہے۔ خیبر سے کراچی تک یہی عالم ہے؟ جنرل صاحب نے کہا

کہ اتنی بڑی تعداد کیلئے جیلوں میں بہتر کلاس فراہم کرنا مشکل ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ آپ میری بات کو تکالیف کی شکایت سمجھ بیٹھے۔ ہم ان تکالیف پر شاکی نہیں نہ سی کلاس کی شکایت ہے بلکہ لوگ بڑی سے بڑی قربانیاں بھی دیں گے، البتہ آپ کو اس تحریک کی وسعت اور ہمہ گیری اور نازک ترین صورتحال کی طرف متوجہ کرانا مقصود تھا۔

الغرض کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی، چائے سے بھی تواضع ہوئی مگر ادھر سے ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں سہالہ جیل میں قومی اتحاد کے سربراہ سے ملا دیا جائے تب کوئی جواب دیا جاسکتا ہے۔ مفتی صاحب سے ملانے کیلئے بھٹو سے اجازت کا انتظار:

جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ اچھا آپ لوگ راولپنڈی ہی ٹھہریں، آپ ہمارے مہمان ہوں گے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی میں اوپر سے (بھٹو صاحب ہی مراد ہو سکتے تھے) پوچھ کر بتاؤں گا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو آپ کو سہالہ بھیج دیا جائے گا۔ اسکے بعد یہ حضرات رخصت لینے لگے۔ مولانا سمیع الحق نے جنرل صاحب سے کہا کہ بہر حال ہم اس بات پر تو مشکور ہیں کہ آپ کی وجہ سے جیل سے نکل کر مجھے اپنے والد صاحب سے ملنے کا موقعہ ملا۔ اسکے بعد آپ نے جنرل صاحب سے کہا کہ جب تک ہم راولپنڈی میں ہیں ہسپتال میں مولانا کے پاس آنے جانے اور ساتھ رہنے کی اجازت ہو جو انہوں نے بخوشی دیدی۔ جنرل ٹکا خان صاحب سے مصافحہ ہوا اور چلتے چلتے یہ بھی کہا گیا کہ جنرل صاحب نہایت ہی نازک موقعہ پر آپ نے اپنے اوپر بڑی نازک ذمہ داریاں ڈال لی ہیں۔ جرنیلوں کے سامنے استغناء بے نیازی کی غیر مرئی ایٹمی لہریں:

مولانا سمیع الحق نے یہ بھی کہا کہ جنرل ٹکا خان صاحب کی ایک خاص شہرت رہی تھی۔ کچھ عرصہ ان کی عظمتوں کا چرچا سنتے رہے مگر پچھلے چند دنوں سے ان کی زندگی کے تازہ پہلوؤں سے وہ سارے نقوش اب مٹ چکے تھے اور اس ملاقات کے دوران جنرل صاحب کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ہم میں استغنا اور شان بے نیازی اور قلندرانہ انداز کی عجیب کیفیت تھی، جیسے کوئی غیر مرئی ایٹمی لہریں جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ واقعی مخاطب کی عظمت اور عدم عظمت کا تعلق اسکے کردار سے ہے۔ خارجی شان و شوکت اور قوت و سطوت پر نہیں۔ مولانا سمیع الحق اس وقت پلاسٹک کی ہوائی چپل پہنے ہوئے تھے، جس میں جیل سے لائے گئے تھے، مولانا نے پاؤں اٹھا کر جنرل کی میز پر رکھ دیا اور کہا کہ ہمیں ایسے جوتے پہننے کی بھی شکایت نہیں، مولانا نے بعد میں کہا کہ دراصل میں نے جرنیلوں کو جو تاہر اکا ظلم کے خلاف اپنی رگ حمیت ٹھنڈی کرنی چاہی۔

دوبارہ فوجی میس منتقلی:

اسکے بعد آپ لوگ ان کے دفتر سے باہر آئے میجر جنرل صفدر بٹ اور میجر جنرل شفق سید (جنکا انداز نہایت شریفانہ تھا اور وہ لوگ شاہراہ کی بندش اور موجودہ نازک حالات سے بے چینی محسوس کر رہے تھے) نے باہر تک آکر انہیں گاڑی میں بٹھا کر رخصت کیا۔ اور انجینئرنگ فوجی بیس میں لے آئے، اس دوران انہوں نے دوبارہ ہسپتال جا کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مزاج پرسی کی اور انہیں تفصیلات بھی بتلا دیں۔

بھٹو کی تقریر کے بعد ہری پور جیل واپسی:

شام کو جس وقت ریڈیو سے بھٹو صاحب کی قومی اسمبلی میں وہ تقریر نشر ہو رہی تھی جس میں امریکی ڈالروں کے فرضی سیلاب کا ذکر تھا کہ ایک فوجی افسر نے آکر مہمان خانہ میں ان دونوں کو اطلاع دی کہ آپ فارغ ہیں اور ہری پور جیل واپس جاسکتے ہیں۔ یعنی جنرل نکا صاحب کو یا تو انہیں سہالہ بھیجنے کی اجازت نہیں ملی ہوگی یا انہوں نے خود ضرورت نہیں سمجھی ہوگی۔ پہلے سے اندازہ یہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب سے ملنے کا اور ان سے مشورہ لینے کا معاملہ تو انہیں مفید مطلب نظر ہی نہیں آئے گا۔ اسکے بعد پولیس کی گاڑی ان دونوں کو لیکر ہری پور لے آئی، رات ۹ ساڑھے نو بجے ہم لوگ بڑی بے چینی سے ان حضرات کے منتظر تھے کہ یہ لوگ جیل پہنچ گئے۔

جیل میں بڑی بے چینی:

جیل سے انہیں لے جانے کے بعد جیل میں دونوں حضرات کے بارہ میں بڑی بے چینی پھیل گئی تھی، اور تمام دن اتحاد کے اسیر رہنما جیل کے سپرنٹنڈنٹ سمیت ساری انتظامیہ کو پریشان کرتے رہے کہ ہمیں دونوں کے بارہ میں صحیح صورتحال بتلا دی جائے، لوگوں کو خطرہ تھا کہ کہیں فوجی حکام انہیں جبری طور پر کوہستانی علاقہ نہ لے گئے ہوں۔ دن گزرنے کیساتھ ساتھ پریشانی بڑھتی رہی یہاں تک کہ جیل کی انتظامیہ سے کہا گیا کہ اگر کل تک یہ حضرات نہ آئے تو ہم جیل کے تالوں اور سلاخ دار جنگلوں کا وہی حشر کریں گے جو حضرت مفتی صاحب کو ہری پور سے سہالہ جیل منتقل کرنے کے وقت قیدیوں پھرے ہوئے ہجوم نے کیا تھا۔ مگر جب مولانا سمیع الحق اور حاجی صاحب پہنچ گئے تو خوشی کی لہر دوڑ گئی اور رات گئے تک حال احوال معلوم کرنے کیلئے تانتا بندھا رہا۔ تقریباً دو ہزار افراد کو الگ الگ مطمئن کرنا اور تفصیلات بتلانا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ کل عصر کے بعد عام جلسہ میں ساری روضہ سنا دی جائے گا۔

عام جلسہ میں بیان کیا۔

ابتلاء و آزمائش میں سرخروئی:

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو ابتلاء اور آزمائش کے مراحل سے بھی سرخرو کر کے نکالا، اور فوج سے وابستہ ایک اہم شخصیت وزیر دفاع سے آنے سامنے انکو کھل کر ایسی بہت سی باتیں کہنے کا موقع ملا جو ان دنوں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن میں شامل ہو گئی تھیں (اور جسے تفصیلاً یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا) اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی عیادت اور خود ملاقات کرنے سے تشویش بھی رفع ہوئی، انکے ایکسڈنٹ کا معاملہ یہ تھا کہ حضرت جب علاج کے لئے راولپنڈی تشریف لا رہے تھے تو گاڑی (سرخ ہلمین گاڑی بہت پرانے ماڈل ۱۹۶۲ء کے الیکشن سے قبل سے حضرت مدظلہ کے استعمال میں ہے) جسے انکے صاحبزادے مولانا انوار الحق چلا رہے تھے ایک جی ٹی ایس سے بچاتے ہوئے ان سے بے قابو ہو گئی اور تین چار دفعہ الٹ پلٹ گئی مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حضرت شیخ الحدیث بالکل بچ گئے۔ ایک ہاتھ پر معمولی سی خراش کے علاوہ کوئی تکلیف نہ ہوئی جبکہ شیشہ بہت دور جا گرا اور چھت پچک گئی اور پیچھے بیٹھے ہوئے انکے صاحبزادے پروفیسر محمود الحق حقانی بھی قدرے گاڑی کے دباؤ سے زخمی ہوئے، اب تک حضرت شیخ الحدیث ہسپتال میں زیر علاج ہیں، اصل علاج آنکھوں کا ہو رہا ہے۔ پیرزادہ صاحب نے آنکھ کا آپریشن کیا ہے۔ مگر خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا۔ جناب کرنل ذولفقار صاحب ماہر امراض قلب بھی بڑی محبت سے مرض قلب کا علاج کر رہے ہیں۔

ہسپتال میں مفتی محمود کا علاج اور شیخ الحدیث کی بار بار تیمارداری:

سنا ہے کہ حسن اتفاق سے مولانا مفتی محمود صاحب کو بھی سہال سکیم جیل سے برائے علاج اسی وارڈ میں لایا گیا اور مولانا عبدالحق مدظلہ کے کمرے کے بالکل نیچے انکا کمرہ تھا۔ اس طرح مولانا کے آس پاس موجود تیمارداروں اور ملاقاتیوں کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب سے بھی جو کڑی حراست میں ہیں کوئی نہ کوئی سلسلہ جنمائی ہو جاتی۔ سنا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کڑی حراست کے باوجود اپنے اختیارات سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تیمارداری کے لئے ایک دو مرتبہ اوپر کمرہ میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک انکے ساتھ بات چیت بھی کرتے رہے۔